REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳

شمارہ ۲۸

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN.

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۱ وفاء ۱۳۵۳ ہش ۔ ۱۱ جولائی ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ وفاء (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۲۳ جون کی ربوہ سے اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور جملہ دیگر افرادِ خاندان اور احبابِ جماعت کے لئے التزام سے دُعائیں کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

قادیان ۱۰ وفاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مجھ کو خدا کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں"

میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں

(۱) "وَنَعْتَقِدُ اَنَّ رَسُوْلَنَا خَیْرُ الرُّسُلِ وَاَفْضَلُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاَفْضَلُ مِنْ کُلِّ مَنْ یَّاْتِیْ وَخَلَا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۸۷)

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔ اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے اور جو گذر چکا۔

(۲) "وَبِعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ مُسْلِمٌ وَاُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَمَلَائِکَتِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَبِاَنَّ رَسُوْلَنَا مُحَمَّدَنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الرُّسُلِ وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

مجھ کو خدا کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں اور ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور تمام رسولوں اور تمام فرشتوں پر اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر اور میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔

(۳) "لَا دِیْنَ لَنَا اِلَّا دِیْنُ الْاِسْلَامِ وَلَا کِتَابَ لَنَا اِلَّا الْفُرْقَانُ کِتَابُ اللّٰهِ الْعَلَّامِ۔ وَلَا نَبِیَّ لَنَا اِلَّا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ۔ وَجَعَلَ اَعْدَآءَهٗ مِنَ الْمَلْعُوْنِیْنَ اِشْهَدُوْا اَنَّا نَتَمَسَّكُ بِکِتَابِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ وَنَتَّبِعُ اَقْوَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْبَعِ الْحَقِّ وَالْعِرْفَانِ۔"

(انجام آتھم صفحہ ۱۴۳، صفحہ ۱۴۴)

سوائے دینِ اسلام کے ہمارا کوئی دین نہیں اور سوائے قرآنِ کریم کے ہماری کوئی کتاب نہیں جو علّام خدا کی کتاب ہے۔ اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی رسول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی برکات اور رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ اور آپ کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ ہمارا تمسّک قرآن شریف کے ساتھ ہے اور رسول اللہ کی احادیث کی جو چشمۂ حق و معرفت ہیں، ہم پیروی کرتے ہیں۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

کلامِ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۔ ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و مقتدا

۲۔ اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

۳۔ آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

۴۔ آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

۵۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بروشد اختتام

۶۔ احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسمِ من گردید آں اسمِ وحید

۷۔ بر منِ ایں بہتاں کہ من زاں آستاں
تافتم سر ایں چہ کذبِ فاسقاں

(سراجِ منیر آخری صفحات
مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ: (۱) ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ محمد مصطفےٰ ہمارے امام اور پیشوا ہیں۔ (۲) ہم ماں کے پیٹ سے اسی دین میں پیدا ہوئے اور اسی دین پر دُنیا سے گذر جائیں گے۔ (۳) خدا کی وہ کتاب جس کا نام قرآن ہے، ہماری شرابِ معرفت اسی جام سے ہے۔ (۴) وہ رسولؐ جس کا نام محمدؐ ہے اُس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ (۵) وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے۔ اور ہر قسم کی نبوّت کی تکمیل اُس پر ہو گئی۔ (۶) احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا۔ اس لئے میرا وہی نام ہو گیا جو لاثانی انسان کا نام ہے۔ (۷) مجھ پر یہ افترا کہ میں اس درگاہ سے روگرداں ہوں، فاسق لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

ملک صلاح الدین ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ر وفاء ۱۳۵۳ ہش

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء اور قرآن کریم

علماء حضرات، جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو کچھ اس وقت خود کر رہے ہیں، یا جاہل اور ناواقف عوام سے کرواتے چلے آرہے ہیں، ان سب کا کردار قرآن کریم کی پُرعظمت تعلیم کے سراسر منافی ہے۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ حال ہی میں جو اس طبقہ کی طرف سے احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی پُر زور مہم چلائی جا رہی ہے اس کی بُنیاد اس بات پر رکھی گئی ہے کہ گویا جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت پر ایمان نہیں رکھتی۔ اور اس کی مُنکر ہے۔ حالانکہ یہ بات دروغ بے فروغ ہی نہیں بلکہ سراسر بہتان کا رنگ رکھتی ہے۔ ہم بارہا مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اپنے الفاظ میں اس بہتان طرازی کی قلعی کھول چکے ہیں۔ مگر مولوی آں باشد کہ چُپ نہ شود، یہ لوگ اپنی غوغا آرائی پر برابر تُلے ہوئے ہیں۔ اور عوام کالانعام کو ورغلا کر احمدیوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

ایک زمانہ پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ واشگاف الفاظ میں فرما چکے ہیں کہ:-

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراءِ عظیم ہے۔ ہم جس قوّت یقین اور جس معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی یہ (الزام لگانے والے) لوگ نہیں مانتے۔“

(الحکم ۱۷ر مارچ ۱۹۰۵ء)

دیکھا آپ نے! اس وضاحت پر کم و بیش ستّر سال کی مدت گزر گئی۔ دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب اس طرف سے صفائی پیش کر دی گئی تو علماء حضرات اس بات کو ختم کر دیتے۔ مگر نہیں، نسلاً بعد نسلٍ اس لکیر کو برابر پیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اس دروغ گوئی اور بہتان طرازی کے جالے برابر بُنتے چلے جا رہے ہیں۔ چونکہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے اسی طرح علم اور بصیرت میں بھی سب لوگ پختہ نہیں ہوتے، علماء کے بھڑکانے پر بہت جلد بھڑک اُٹھتے ہیں۔ جب بھی علماء جماعت کے خلاف کوئی مہم چلانا چاہتے ہیں، بس اسی گھسے پٹے بہتان کا سہارا لیکر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہیں جو یہ کہے کہ غوغا آرائی سے قبل احمدیوں سے بھی تو پوچھ لو، آخر یہ لوگ اس بارے میں کہتے کیا ہیں؟ اصل وجود تو احمدی ہیں جو اس سلسلہ میں اپنی پوزیشن کی صحیح وضاحت کر سکتے ہیں۔ علماء حضرات بس اسی ون وے ٹریفک سے چمٹے ہوئے ہیں۔ درانحالیکہ علماء کے اس غیر معقول رویّہ کے برعکس قرآن کریم بڑے زور دار طریق سے ہر شخص کو مذہب اور عقیدے کے اظہار کی مکمل آزادی کا حق دیتا ہے۔ مگر مولوی صاحبان ازراہِ ظلم و تعدی احمدیوں کو اس جائز اور واجبی حق سے محروم کر کے الٹا ان پر اپنی ہی رائے اور فیصلہ ٹھونس رہے ہیں۔ یہی غلط اتہام پہلے رابطہ عالم اسلامی کی مکہ کانفرنس میں باندھا گیا۔ اور اس کے بعد برّصغیر کے اخبارات میں اس قرارداد کی تشہیر کے ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کے دماغوں میں راسخ کیا گیا۔ اور اب پاکستان میں اسی کو بنیاد بنا کر ملک کے طول و عرض میں فسادات کی آگ بھڑکا دی گئی۔

بات اسی جگہ ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کو جمہوری طریق پر اسمبلی میں طے کیا جائے گا۔ یہ بھی عجیب منطق ہے۔ آپ سارا قرآن مجید شروع سے آخر تک پڑھ جائیں۔ کسی ایک آیت یا کسی ایک لفظ میں بھی اس بات کا اشارہ تک نہ ملے گا کہ کسی شخص کے عقیدے کے متعلق اس سے تو نہ پوچھا جائے بلکہ اس ملک کی اکثریت خود ہی فیصلہ کرے کہ تمہارا عقیدہ یہ ہے۔ اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ اس کا نفاذ بھی کر گزرے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ظلم کی بات ہو سکتی ہے؟ اور وہ بھی اُن لوگوں کی طرف سے جو اپنے ملک میں قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات کے مطابق قوانین وضع کرنے اور فیصلہ جات کرنے کے داعی اور علمبردار ہیں!! العجب ثم العجب!!

اگر ان لوگوں کو خدا توفیق دے اور کسی وقت ان لوگوں نے قرآن کریم پڑھا ہو تو وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب اور عقیدے کی آزادی کی نسبت قرآن ذرا باآوازِ بلند یہ اعلان فرما رہا ہے کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ آیت ۲۵۷)

دین اور مذہب کے معاملہ میں کوئی کسی قسم کا جبر جائز نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

اسی طرح سورت دہر میں انسان کی اسی آزادی کے ذکر میں فرمایا:-

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (دھر: آیت ۴)

ہم نے اُن کو عقیدہ و مذہب کے بارہ میں پُوری آزادی بخشی ہے۔ اپنی صوابدید سے چاہے تو شکر گزار بن جائے اور چاہے تو نافرمان ہو جائے۔ اس پر کسی نوع کا اکراہ نہیں ہے۔ پھر مخصوص طور پر دینِ اسلام کی حق و صداقت سے پُر باتوں کو تسلیم کر لینے یا اپنی مرضی سے ردّ کر دینے کی نسبت آزادیٔ ضمیر کا ذکر کرتے ہوئے جو اعلان فرمایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ الکھف آیت ۳۰) اور لوگوں کو کہہ دو کہ یہ (دینِ اسلام کی) سچائی تیرے ربّ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس لئے جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔ اس سلسلہ میں کسی پر کسی طرح کا جبر و اکراہ نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی صوابدید سے جونسا رستہ اختیار کرتا ہے اسے پُوری آزادی ہے۔

قرآن کریم کے ان واضح اور صریح ارشادات کی موجودگی میں کتنا بڑا ظلم ہے جو اس وقت احمدیوں پر ڈھایا جا رہا ہے۔ علماء وقت خود بھی اور اُن کے زیرِ اثر حکومتِ پاکستان کے کارندے اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ احمدیوں سے ان کے عقیدہ کی وضاحت طلب کرنے کی بجائے ان کے عقیدہ اور مذہب کے بارہ میں مُلک کی اکثریت کو ہی فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے، وہ جو چاہے فیصلہ دے۔ اور پھر اسی کے مطابق اس کا نفاذ بھی عمل میں لایا جائے۔ ایں چہ بوالعجبی است ــــــ!!

اب لیجئے اُن کارناموں کی طرف جو ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب تک علماء کی قیادت و سیادت میں ان کی ”مملکتِ خداداد پاکستان“ میں عوام کے ہاتھوں منصّہ شہود میں آئے۔ انہی میں بے گناہ احمدیوں کی ایک خاصی تعداد کا سفّاکانہ قتل۔ جگہ جگہ احمدیوں کی جائیدادوں اور املاک کی لُوٹ کھسوٹ اور آتشزنی کی وارداتیں، حتّٰی کہ اسلام کے ان دعویداروں کے ہاتھوں احمدیوں کی نہ تو مساجد محفوظ رہیں اور نہ قرآنِ پاک کی عزت و حرمت کا پاس کیا گیا۔ بلکہ نہایت درجہ بے باکی اور کامل شقاوتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ سب کچھ کیا گیا جو شاید کسی شدید سے شدید بے دین اور لامذہب معاندِ اسلام بھی کرنے کو تیار نہ ہوا ہوگا ــــ!!

جس قرآنِ پاک کے نسخوں کو اِن ”نام کے مسلمانوں“ نے اپنے پاؤں تلے روندا، ان پر یہ کہہ کر ناچتے رہے کہ یہ احمدیوں کا قرآن ہے۔ اسی قرآنِ پاک میں حُرمتِ آدمیت کی تعلیم دی گئی تھی۔ اور ہر شخص کی جان و مال کی گارنٹی دی گئی تھی۔ اسی میں اس بات کا بھی واضح بیان موجود ہے کہ بے گناہ جان کا قتل کر دینا خُدا کی لعنت اور اس کے غضب کو بھڑکانے کا باعث ہے۔ مگر ان نڈر لوگوں نے خُدائی وعید کی بھی چنداں پرواہ نہ کی۔

قرآنِ پاک نے صرف اسلامی مساجد کی عظمت و احترام کا ہی حکم نہیں دیا۔ وہ تو دُوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت اور توقیر کا حکم دیتا ہے۔ مگر ان نام کے مسلمانوں نے احمدیہ مساجد کو نہ صرف مسمار کیا بلکہ جلا کر خاکستر کیا۔ کیا مُسلمان کا کردار ایسا ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم پر عمل اسی کا نام ہے؟

پھر یہی قرآنِ مجید تمام نوعِ انسان کو تقویٰ اور خُدا ترسی کا حکم دیتا ہے۔ اور ہدایت کی راہیں ان پر روشن کرتا ہے۔ مگر افسوس! کہ علماء نے عامۃ المسلمین کو قرآنی علوم سے بہرہ ور نہ کیا۔ اُن کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے بھرنے کی طرف مطلق توجّہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح علماء کے اپنے دِل سیاہ تھے، عامۃ المسلمین کے نہاں خانۂ دِل پر بھی تاریکی کے بادل چھا گئے۔ عوام تو کالانعام ہوتے ہیں۔ عوام نے احمدیوں کی مساجد اور قرآنِ پاک کے نسخوں سے جو کچھ کیا وہ تو شاید اپنی نادانی اور عدمِ معرفت کے سبب کیا۔ لیکن سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ علماء اس ذمّہ داری سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ وہ تو بخوبی جانتے تھے کہ احمدیوں کا قرآن، دیگر مُسلمانوں کے قرآن سے چنداں مختلف نہیں۔ پس علماء دوہرے گناہ کے مُرتکب ہیں۔ خواہ اس وقت کیسی ہی بڑھ بڑھ کر باتیں بنائیں۔ آخر ایک نہ ایک دِن مر کر خُدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہ دِن یقیناً ان لوگوں کے لئے سخت کربناک ہوگا۔ کاش! وہ اس کی شدّت کو اسی دُنیا میں محسوس کریں ــــ!!

قرآنِ کریم نے علماءِ یہود کو اِس وجہ سے موردِ الزام ٹھہرایا ہے کہ انہوں نے عوام کی کیوں صحیح نہج پر تعلیم و تربیت نہیں کی۔ اور آسمانی کتب کے علوم سے اُن کو واقف و آگاہ نہیں کیا۔ جیسے ایک جگہ فرماتا ہے:-

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَ

(باقی دیکھئے صفحہ ... پر)

خطبہ جمعہ

کسی حکومت کو نہ انسانی عقل، نہ انسانی شرافت، نہ انسانی فطرت اور نہ وہ مذاہب جو کسی وقت خدا کی طرف سے نازل ہوئے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں پر حکم لگائے

یہ اتنی موٹی اور واضح بات ہے کہ خدا کی ہستی کے منکر بھی حیاتِ انسانی کی اس صداقت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتے

حقوقِ انسانی کا منشور اور پاکستان کا آئین دونوں ہر شخص کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب اور عقیدہ کا خود اعلان کرے

ہمارا آئین حکومت کو یہ فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ ہاں وہ ایک احمدی کو حق دیتا ہے کہ وہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ ر احسان ۱۳۵۳ ہش مطابق ۲۱ رجون ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے چند دن بڑی شدید گرمی پڑی۔ اور آج گو موسم نسبتاً بہتر ہے لیکن دوست جانتے ہیں کہ گرمی مجھے تکلیف دیتی ہے اور بیمار کر دیتی ہے۔

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ گرمی سے کہہ دے کہ وہ مجھے تکلیف نہ دیا کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ مجھے ایسی خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے نزدیک مقبول ہو۔ اور سبھی احباب جماعت کی پریشانیاں اور ابتلاء جلد تر دور ہو جائیں۔

اس وقت میں اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش تو کروں گا۔ مگر کہہ نہیں سکتا کہ اس میں کامیاب ہوں گا یا نہیں۔

پہلی بات یہ بتانا چاہتا ہوں

کہ قرآنِ کریم نے بڑی وضاحت سے یہ تعلیم دی ہے اور بڑی تاکید سے ہمارے سامنے یہ مسئلہ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کو اور ظالم کو پسند نہیں کرتا اور نہ رضا اور محبت کا تعلق ظالموں سے رکھتا ہے۔ فرمایا وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ قرآنِ کریم نے کئی جگہ بعض دوسری باتوں کے ذکر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے پیار نہیں کر سکتا مثلاً مُعْتَدِیْن (حد سے بڑھنے والوں) سے پیار نہیں کرتا۔ قرآن کریم نے کئی جگہ یہ کہا ہے کہ یہ یہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پیاری ہیں۔ مثلاً کہا خدا تعالیٰ متوکلین سے پیار کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں سے پیار کرتا ہے

یا مثلاً یہ کہا کہ خدا تعالیٰ متقیوں سے پیار کرتا ہے۔

میں اس وقت ظلم کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ وہ ظالم سے پیار نہیں کرتا۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ اس کے پیار کے حصول کے لئے محض مظلوم بن جانا کافی ہے۔ بلکہ جو شخص مظلوم بھی ہے اور اس کے اندر دوسری صفات بھی (جو اللہ کو پیاری ہیں) پائی جاتی ہیں مثلاً وہ متقی ہے، وہ صابر ہے، وہ متوکل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نت رہانیاں دینے والا ہے، وہ

آزمائشوں اور امتحانوں اور ابتلاؤں کے وقت

ثباتِ قدم دکھاتا ہے اور وفا کی راہوں کو نہیں چھوڑتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دامن پر اس کی گرفت کبھی ڈھیلی نہیں پڑتی، اللہ اُس سے پیار کرتا ہے۔

پس قرآن کریم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ظالموں سے بہرحال پیار نہیں کرتا۔ اور قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے مظلوم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک ہوتے چلے آئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اس رنگ میں ڈھالا کہ خدا تعالیٰ نے اُن سے پیار کیا۔ پھر قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ

تمہیں آزمایا جائے گا

تمہارے لئے خوف کے آثار، خوف کے حالات پیدا کئے جائیں گے۔ اور تمہارا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ایسی تدابیر کی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے والوں، اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے والوں، اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے اسلام، قرآنِ عظیم اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والوں کی آزمائش کی جائے گی۔ اور ایسی تدابیر کی جائیں گی کہ اُن کو کھانے پینے کو کچھ نہ ملے۔

پچھلے دنوں جو حالات گذرے ہیں

وہ بڑے تکلیف دہ ہیں مگر اب یہ بھی رپورٹیں آ رہی ہیں کہ جہاں دیکھا کہ کمزور اور تعداد میں کم احمدی ہیں تو کہا ان کا بائیکاٹ کر دو۔ اُن کو کھانے کو کچھ نہ دو۔ اُن کو پانی نہ لینے دو۔ (دکانوں سے سودا سلف خریدنے اور ماشکیوں کو پانی بھرنے سے منع کر دیا گیا وغیرہ) ہمیں اس لئے گھبراہٹ نہیں کہ جُوع (بھوک) کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کی خبر تو قرآنِ عظیم نے ہمیں پہلے سے دی ہوئی ہے۔ جو گھبراہٹ ہے اس کا میں آگے ذکر کروں گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ“

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

مال کے نقصان سے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ اور تمہیں جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا دُنیا کی حسنات کے حصول کے لئے تمہاری جو کوشش ہوگی۔ اور اس کے عام حالات میں جو نتائج نکلنے چاہئیں یا کوشش کا ثمرہ ملنا چاہیئے اس سے تم محروم کئے جاؤ گے، گویا تمہاری کوشش کے ثمرہ یا نتیجہ سے تمہیں محروم کر دینے کی صُورت میں بھی تمہاری آزمائش کی جائے گی۔

اس وقت باہر سے جو اطلاعات آرہی ہیں اُن سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی جُوۡع (بھُوک) کے امتحان میں ڈالنے کی طرف زیادہ توجہّ ہے۔ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ احمدیوں کو کھانے کو نہ ملے۔ پینے کو نہ ملے۔ جب میرے پاس باہر سے ایسی رپورٹیں آتی ہیں تو مَیں سوچ میں پڑ جاتا ہوں اور اپنے ملنے والوں کو بھی یہ سمجھاتا ہوں کہ دیکھو ہمارے پیارے اور محبوب آقا

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کو مکّی زندگی میں بعض تاریخوں کے مطابق اڑھائی سال تک اور بعض کے مطابق تین سال تک شعب ابی طالب میں محصُور کیا گیا۔ اور اُس وقت جتنے بھی مسلمان تھے وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کی آزمائش کی گئی۔ اُن کا امتحان لیا گیا۔ اور اڑھائی تین سال تک یہ کوشش کی گئی کہ نہ اُن کو کھانے کے لئے کچھ ملے اور نہ پینے کے لئے۔ گو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے یہ انتظام تو کیا کہ کھانے کو اِتنا ملتا رہے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے چونکہ ان کا امتحان لینا تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن کے

صدق و وفا کا دُنیا میں اِعلان

ہونا تھا اور اس نشانِ عظیم کو قیامت تک کے لئے قائم رکھنا تھا، اِس لئے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ مُسلمانوں کو سب کچھ دے سکتا تھا کیونکہ دُنیا میں حُکم اُسی کا چلتا ہے۔ اور دُنیا کی سب طاقتیں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسے سامان پیدا کرسکتا تھا کہ اس قید کے زمانہ میں بھی مُسلمانوں کو معمول کے مطابق کھانا ملتا رہے۔ مگر ایسا نہیں ہؤا۔ اللہ تعالےٰ نے مُسلمانوں کو اتنا ہی دیا جس سے اُن کی زندگی قائم رہ سکے۔ اِس لئے مادّی ذرائع کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا، ایک کے بعد دُوسرے دِن

لگاتار روزے نہ رکھا کرو

صحابہؓ نے عرض کیا یارسُول اللہ! آپؐ تو اسی طرح روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تو خدا کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔ اس معاملہ میں تم مجھے اُسوہ نہ بناؤ۔ بلکہ ظاہری تدابیر اور مادی دُنیا کے جو قوانین ہیں، اُن میں مجھے اپنا اُسوہ بناؤ۔ میرے کچھ ایسے مقام بھی ہیں جو میرے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً خود ختمِ نبوّت کا مقام ایک ایسا مخصوص مقام ہے جو دُنیا کے کسی دُوسرے انسان سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف اس

پیاری اور حسین ترین ہستی

سے ہے جسے دُنیا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

بہرحال مَیں سوچتا بھی ہوں اور مَیں دوستوں کو اس طرف توجہّ بھی دلاتا ہوں کہ دیکھو اگر تین سال نہیں تو کم ازکم اڑھائی سال تک تو ضرور لگاتار بغیر کسی وقفہ کے اُس وقت کے مُنکرین اور مخالفین نے یہ کوشش کی تھی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مُسلمانوں کو قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ اُن کو کھانے کو نہ ملے، اور اُن کو پینے کو نہ ملے۔ ایک بزرگ صحابی رضؓ نے بعد میں جب کہ

ساری دُنیا کے اموال

مُسلمانوں کے قدموں میں لاکر ڈال دیئے گئے تھے، ایک دفعہ ذکر کیا کہ مَیں شعب ابی طالب میں قید کے زمانے میں رات کے اندھیرے میں کہیں جا رہا تھا کہ میرے پاؤں کے نیچے ایک چیز آئی جسے مَیں نے نرم محسوس کیا۔ وہ کہتے ہیں مَیں نیچے جُھکا اور اُسے اٹھا کر کھا لیا۔ مگر آج تک پتہ نہیں کہ وہ تھی کیا چیز؟ گویا اس قدر بھُوک کی شدّت تھی۔ مکّی زندگی قریباً ساری ہی

تکالیف کی زندگی

تھی۔ اس لئے اگر ہمارے دِل میں حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیار ہے اور یقیناً ہے تو پھر آپؐ نے تو خدا کی راہ میں دس سال تک تکالیف برداشت کیں۔ اس محبّت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم دس نہیں بلکہ دسیوں سال تک بھی اگر خدا ہمیں آزمائے تو ہم اُس کے پیار کے نتیجہ میں دُنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی معرفت رکھتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار کرتے ہیں جُوۡع (بھُوک) کی حالت اُن کی وفا کو کمزور نہیں کرتی۔ وہ اسی طرح عِشق میں مست رہتے ہیں۔ جس طرح پیٹ بھر کر کھانے والا شخص مست ہوتا ہے۔ وہ مست رہتے ہیں اللہ تعالےٰ کے عِشق میں اور حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پیار میں۔ پس

ہر احمدی کو چاہیئے

کہ وہ مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرے۔ اگر وہ مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ انہی انعامات کا مستحق ہوگا جن کے مستحق وہ لوگ ہوتے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اس قسم کی تکالیف کو بشاشت کے ساتھ قبول کرتے تھے۔ اسلامی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جو جُوتیوں کے نیچے مَسلی ہوئی نرم چیز کو بغیر دیکھے کھا جاتے تھے خدا تعالےٰ نے دُنیا کی دولتیں اُن کے قدموں میں ڈال دیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ایک خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا

حضرت مسیح موعُود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

نے فرمایا ہے اے خدا! جو شخص تیرا ہوجائے تُو اُسے دو جہان بخش دیتا ہے۔ لیکن جو تیرا ہوگیا وہ ہر دو جہان لے کر کیا کرے گا۔ اُس کے لئے تُو کافی ہے۔

غرض پہلی بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہی ہے کہ تم مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرو تا تم اللہ تعالےٰ کی بے انتہا نعمتوں کے وارث بنو (انشاء اللہ تعالیٰ)

دُوسری بات یہ ہے

کہ کل کے اخبارات میں ایک خبر چھپی تھی کہ سرحد کی صُوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر **وفاقی حکومت** سے یہ سفارش کی ہے کہ جماعتِ احمدیّہ کو **غیر مسلم** اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس کے متعلق مَیں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں پہلی بات تو مَیں یہ کہوں گا کہ

ہمارے حقوق کی حفاظت

کرنا حکومت کا اسی طرح فرض ہے جس طرح کسی دُوسرے پاکستانی شہری کے حقوق کی حفاظت کرنا اُن کا فرض ہے۔ اور اس حکومت کے لئے ہم دُعائیں کرتے آئے ہیں، اب بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کو فراست عطا فرمائے اور اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے دُنیا کے لوگوں کی نگاہ میں اُن کے لئے ذِلّت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

جہاں تک اقلیت کے سلسلہ میں علمائے ظاہر کے فتاویٰ کا تعلق ہے وہ تو ساری دُنیا کے علمائے ظاہر اور ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے عُلمائے ظاہر جو ہمارے ساتھ اتفاق نہیں رکھتے وہ ہمارے خلاف کُفر کے فتوے دیتے چلے آئے ہیں۔ ساری دُنیا کے علمائے ظاہر کے

فتاویٰ کفر کے بعد حکومت پر یہ زور دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ حکومت احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ یہ

سوچنے کی بات

ہے۔ مَیں نے بھی سوچا۔ آپ نے بھی سوچا ہوگا۔ اور پاکستان کی ۹۹ فیصد شریف اکثریت نے سوچا ہوگا۔ کہ یہ کیا قصّہ ہے کہ ساری دُنیا کے مولویوں نے اعلان کئے۔ اور جماعتِ احمدیہ پر کُفر کے فتوے لگائے۔ لیکن ساری دُنیا کے مولویوں کے فتووں کے بعد بھی احمدی کافر نہیں بنے اِس لئے اب حکومت پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مُسلم اقلیّت قرار دے۔ دراصل یہ اعلان ہے ساری دُنیا کے علمائے ظاہر کا کہ ہم تو احمدیوں کو کافر کہہ کہہ کر تھک گئے مگر ہم سے یہ کافر نہیں بنتے

اب حکومت کچھ کرے

تاکہ ہمارے دِل خوش ہوں۔ گویا ساری دُنیا کے علماء کی کوششوں کی ناکامی کے مقابلہ میں حکومت کچھ کرے تاکہ مولویوں کے دِلوں میں ٹھنڈ پڑے۔ پس دُنیا کے علمائے ظاہر کی طرف سے یہ اعلان درحقیقت اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے سارے فتوے ناکام ہوگئے ہیں۔

مَیں آپ کو

ایک واقعہ بتاتا ہوں

۱۸/۱۹ سال کی بات ہے، حکومتِ پنجاب کے ایک سیکرٹری جو ہمارے ساتھ آکسفورڈ میں پڑھا کرتے تھے، ایک دن مجھے کہنے لگے کہ علماء میرے پاس آرہے ہیں اور وہ مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ حکومت ایک تو جماعتِ احمدیہ کو غیر مُسلم اقلیّت قرار دے۔ اور دوسرے یہ قانون بنایا جائے کہ کوئی شخص آئندہ احمدی نہیں بنے گا۔ مَیں نے انہیں جواب دیا کہ جہاں تک دُوسری بات کا تعلق ہے یہ قانون بنانے سے پہلے کہ آئندہ کوئی شخص جماعتِ احمدیّہ میں داخل نہیں ہوگا، آپ کو

ایک اَور قانون بنانا پڑے گا

کہنے لگے وہ کیا، مَیں نے کہا آپ کو پہلے یہ قانون بنانا پڑے گا کہ ہم پاکستان میں "منافقین" کا ایک ایسا گروہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دِل سے احمدی ہوں اور زبان سے اس کا انکار کریں۔ کیونکہ دُنیا کی کوئی مادی طاقت دِل کا عقیدہ نہیں بدل سکتی۔ کِسی کے زبان سے اظہار پر آپ پابندی لگا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے دِل کے عقیدہ پر نہیں لگا سکتے۔ اگر اِس قسم کا قانون بنا دیا گیا تو

اِس کا مطلب یہ ہوگا

کہ ہزاروں لاکھوں آدمی دِل سے تو احمدی ہوتے چلے جائیں گے لیکن زبان سے کہیں گے کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ اِس لئے پہلے یہ قانون بناؤ کہ ہم اِس قِسم کے "منافقوں" کی ایک جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو دِل سے احمدی ہوں گے لیکن زبان سے انکار کر رہے ہوں گے۔

باقی رہی پہلی بات، یعنی احمدیوں کو غیر مُسلم اقلیّت قرار دینے کی تو انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ مولوی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اُن کے سارے فتووں کے باوجود عوام کی بہت بھاری اکثریت پھر بھی ان کو مسلمان سمجھتی ہے۔ گویا انہوں نے خود اعتراف کیا کہ اُن کے

فتوے غیر مؤثر ثابت ہوئے

چنانچہ مَیں نے اُن سے کہا کہ اگر ساری دُنیا کے علماء کے فتووں کے باوجود پاکستان کی بھاری اکثریت احمدیوں کو مُسلمان سمجھتی ہے تو پھر جو آپ قانون بنائیں گے اور ایک اَور فتویٰ صادر کریں گے، اُس کی ایک فتوے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ماضی کے بیشمار فتاویٰ پر ایک فتویٰ اور زاید ہو جانے سے مُسلمانوں کی بھاری اکثریت ہمیں غیر مُسلم کیسے سمجھنے لگ جائے گی۔ ہم نمازیں پڑھ رہے ہوں گے ایک مسلمان کی طرح۔ ہمارے گھروں سے قرآن مجید کی تلاوت کی آوازیں باہر پہنچ رہی ہوں گی اور وہ سُن رہے ہوں گے اور ہماری زندگیوں میں اس کوشش کو دیکھ رہے ہوں گے کہ اسلام کے مطابق انہیں ڈھالا جائے۔ دُنیا میں

"تبلیغِ اسلام کے کارنامے"

اُن کے کانوں میں پڑیں گے تو وہ تمہارے ایک اَور فتویٰ کی زیادتی سے ہمیں کافر کیسے سمجھنے لگ جائیں گے۔ اس پر وہ سوچ میں پڑ گئے اور کہنے لگے بات تو ٹھیک کہتے ہو۔

پس ساری دُنیا کے علمائے ظاہر جو ہمیں کافر قرار دے چکے ہیں، اُن کو یہ فکر کیوں لاحق ہوئی کہ ساری دُنیا ہمیں اب بھی مسلمان سمجھتی ہے۔ یا تو وہ یہ اعلان کریں کہ ہمارے سارے فتوے غیر مؤثر اور ناکام ہیں۔ اور ہم یہ اعلان کریں گے کہ حکومت کا کوئی فتویٰ

قانونی حیثیت نہیں رکھتا

دُنیا کا جو قانون ہے اور ہمارے مُلک کا جو دستور ہے وہ تو اس قسم کے حملہ پر غور کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ مُلکی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ بین الاقوامی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بہرحال ایک تو یہ لوگ اس وجہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت قانون بنائے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے فتاویٰ ناکام ہو گئے ہیں۔ ان کا کوئی اثر پیدا نہیں ہوا۔ دُنیا احمدیوں کو اب بھی مُسلمان سمجھتی ہے۔ دُوسری وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر حکومت کا فتویٰ نہ ہو اور صرف علمائے ظاہر کا فتویٰ ہو تو جیسا کہ جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان فتاویٰ کو دیکھ کر تو

ہر فرقہ کافر ٹھہرتا ہے

مثلاً ہمارے وہ بھائی جن کو لوگ وہابی کہتے ہیں یعنی امام محمد بن عبدالوہابؒ کے متبعین (بعد میں آنے والوں نے ان کی تعلیم کی پرواہ نہیں کی اور اُن کی تعلیم کے مطابق بدعات سے پاک معاشرہ قائم نہیں کیا) بہرحال جو لوگ امام محمد بن عبدالوہابؒ کی اتباع کرنے والے ہیں اور اُن سے مُتمسک ہیں، اُن کے متعلق دُوسرے تمام فرقوں کے علماء نے کُفر کا فتویٰ دیا۔

پھر شیعہ ہیں۔ اُن کی حکومتیں بھی ہیں۔ اُن کے اپنے عقائد ہیں۔ بعض تفاصیل میں وہ دُوسرے مسلمانوں سے بڑے مختلف ہیں۔ اُن کی نماز میں بھی سُنیوں کی نماز سے اختلاف ہے۔ پھر سُنیوں میں آگے مالکی ہیں۔ بعض دفعہ وہ افریقہ میں ہمارے ساتھ یہ بحث کرتے ہیں کہ تم کہاں سے مسلمان ہو گئے۔ تم تو سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو۔ چنانچہ ان میں سے کئی دوست جن کو

حج کرنے کی توفیق

ملی، اور انہوں نے مکّہ معظمہ کے علماء کو اور مقتدیوں کو ہاتھ باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اُنہوں نے ایک غلط مسئلہ بنا کر بحث چھیڑ رکھی تھی۔ پھر جب وہ حج کر کے واپس گئے تو احمدی ہو گئے۔ اگر کسی دماغ نے یہ سوچا ہو کہ احمدیت کو پھیلنے سے روکا جائے تو پھر اس کے لئے احمدیوں کو حج سے روکنے میں اتنا فائدہ نہیں جتنا افریقن ممالک کے غیر احمدیوں کو حج سے روکنے کا فائدہ ہے۔ کیونکہ ان

فروعی مسائل میں سے بعض

(مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا وغیرہ) وہاں جا کر خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح لوگ احمدی ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح اہلِ حدیث کو لے لیں۔ اور اُن کو علمائے ظاہر کے مختلف فرقوں سے علیحدہ کر لیں اور باقیوں کے فتاویٰ کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اہلِ حدیث غیر مُسلم اقلیّت ہیں۔ محمد بن عبدالوہابؒ سے تعلق رکھنے والے یعنی وہابی غیر مسلم اقلیّت ہیں۔ یہ مَیں وہی کچھ بتا رہا ہوں جو جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں انہوں نے ٹھیک لکھا ہے کہ پھر

مُسلمان تمہیں کہاں نظر آئے گا

پس چونکہ محض علماء کے فتاوٰی پر انحصار کرکے کوئی فرقہ بھی مسلمان نہیں رہتا تھا اور یہ اُن علماء کیلئے بڑی مصیبت بنی ہوئی تھی اس لئے اُنہوں نے سوچا کہ ایک فتوٰی ایسا ہو جائے جو صرف ایک فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے اور پھر ہم شور مچا کر دُوسروں کو یہ بات بھلا دیں گے کہ سارے فتاوٰی کا اثر اُمّتِ مُسلمہ پر کیا پڑا ہے۔ یہ ایک دوسری وجہ ہے علماء کے اس بات پر زور دینے کی کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فتوٰی دے دے۔

تیسرے وہ حکومت کو اس لئے مفتی بن کر بیچ میں آنے کے لئے کہتے ہیں کہ اگر ان کے فتاوٰی کفر کو دیکھا جائے تو اُن کے

فتاوٰی میں قرار نہیں ہے

کچھ عرصہ پہلے ہمارے محترم شاہ فیصل اور اُن کے خاندان اور اُن کے ہم عقیدہ لوگوں کو کم از کم بارہ سال تک حج سے روکا گیا۔ اور اُن کے بعض ہم خیال یا ملتے جلتے خیالات رکھنے والے لوگ جو ہندوستان سے حجاز چلے گئے تھے اُن سب پر اُس وقت کی حکومت نے بڑی سختیاں شروع کر دیں جس پر انگریزوں کو دخل دے کر اُن کی جانیں بچانی پڑیں۔ لیکن پھر بھی چوٹی کے بعض علماء جو ہندوستان سے وہاں گئے تھے۔ اُن کو

۳۹-۳۹ کوڑوں کی سزا

دی گئی۔ اور باقیوں کو انگریزی حکومت کے دباؤ پر زبردستی ہندوستان واپس بھیج دیا گیا۔ اور اب اُن کی وہاں حکومت ہے۔ اور موجودہ علماء کے فتوے اس سے مختلف ہیں جو پہلے دیئے گئے تھے۔ حکومتیں بدل جانے کی وجہ سے اور حالات میں تبدیلی آجانے کے نتیجہ میں علمائے ظاہر کے وہ فتاوٰی جو چودہ سو سال سے کفر کے متعلق دیئے جاتے رہے ہیں۔ اُن میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ اور کوئی عقلمند انسان صرف اسی نقطۂ نگاہ سے دیکھے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

علماء کے فتاوٰی قابلِ قبول نہیں

کیونکہ آج ایک فتوٰی دیا۔ دس دن کے بعد دُوسرا دے دیا۔ آج ایک فتوٰی دیا۔ بارہ سال کے بعد ایک دُوسرا فتوٰی دیدیا۔ حرمین شریفین کا ہمارے دِل میں احترام کا یہ حال ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ دُنیا کی ساری آبادیاں اُن مٹی کے ذرّوں پر قربان ہونے کے قابل ہیں جن پر حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں پڑا تھا۔ لیکن

مکّہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ

کا احترام اپنی جگہ اور اُن علمائے ظاہر کا احترام اپنی جگہ جنہوں نے ایک وقت میں محمّد بن عبد الوہابؒ اور اُن کے متبعین پر کفر کا فتوٰی لگایا۔ اور بڑا سخت فتوٰی لگایا اور دُوسرے وقت میں ان کے مسلمان ہونے اور کسی دُوسرے کے کافر ہونے کا فتوٰی لگایا۔ اور یہ دونوں فتوے ہماری کتب میں حرمین شریفین کے فتاوٰی کے نام سے مشہور ہو چکے ہیں۔

بہرحال چونکہ اُن کے اپنے فتووں کو قرار نہیں اس لئے دُنیا جو دنیوی لحاظ سے کافی حد تک صاحبِ فراست بن چکی ہے گو دِین کا علم اس کو حاصل نہیں۔ اس کا ایک زبردست اعتراض ان علماء کے فتاوٰی پر یہ ہے کہ آج تم ایک فتوٰی دیتے ہو پھر پچاس سال کے بعد

دوسرا اور متضاد فتوٰی

دے دیتے ہو۔ مثلاً ایک وقت میں سیّد عبد القادر جیلانی رحؒ پر علماء نے یہ کہہ کر کُفر کا فتوےٰ لگایا کہ آپ قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے وہ باتیں کرتے ہیں جو آپ سے پہلے علماء اور بزرگوں نے نہیں کیں۔ اور پھر پچاس یا سو سال کے بعد پیدا ہونے والے جو بزرگ تھے ان پر یہ کہہ کر فتوٰی لگا دیا کہ آپ جو باتیں کرتے ہیں وہ سیّد عبد القادر جیلانی رحؒ سے مختلف ہیں۔ پہلے اُن پر فتوٰی لگایا کہ تم پہلے بزرگوں سے مختلف باتیں کرتے ہو پھر بعد میں آنے والے

بزرگ اولیاء پر فتوٰی

لگایا کہ تم سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی جو تفسیر دُنیا کو بتائی تھی اس سے مختلف تفسیر بتا رہے ہو۔

بہرحال علماء اب یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا فتوٰی ہو یعنی حکومت کا فتوٰی ہو جس میں یہ اختلاف نہ ہو کہ صبح کچھ اور شام کو کچھ کہہ دیا جائے۔ لیکن

سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ حکومت کیوں فتوٰی دے؟ حکومت کو نہ انسانی عقل، نہ انسانی شرافت، نہ انسانی فطرت اور نہ وہ مذاہب جو کسی وقت خدا کی طرف سے زمین پر نازل ہوئے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دِلوں پر حکم لگائے۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک شخص جو اسلام کے خلاف لڑ رہا تھا جب ایک مُسلمان کی تلوار اس کے سر پر کوندی تو اُس نے کہا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مگر اُس مسلمان نے اُسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ تم جان کے خوف سے اسلام لائے ہو۔ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہُوا تو آپ اُس صحابی سے سخت ناراض ہوئے اور اس سے فرمایا کہ کیا تم نے اُس کا دِل چیر کر دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا جب یہ پُوچھے گا کہ اس نے جب کلمہ پڑھا تو تم نے کس اصول اور کس عقیدہ اور کس تعلیم کے مطابق اس کی گردن کاٹی تو بتاؤ تم خدا کو کیا جواب دو گے؟

پس دُنیا کا کوئی مذہب کسی حکومت کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ اگر کوئی شخص یا کوئی جماعت یہ کہے کہ وہ مُسلمان ہے، تو حکومت یہ کہے کہ نہیں تم مُسلمان نہیں ہو۔ یہ تو اتنی

موٹی اور بڑی واضح بات

ہے کہ وہ لوگ بھی جو خدا کی ہستی کا انکار کرتے ہیں، حیاتِ انسانی کی اس صداقت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ہماری دُنیا میں اِس وقت کچھ تو غیر جانبدار قسم کے ملک ہیں لیکن جو طاقتور اور دولت مند دُنیا ہے وہ دو حصّوں میں منقسم ہے۔ ایک کو دائیں دُنیا یعنی RIGHTIST کہتے ہیں اور دوسری کو بائیں دُنیا یعنی LEFTIST کہتے ہیں۔ چنانچہ RIGHTIST بھی اِس صداقت کو تسلیم کرتے ہیں اور LEFTIST بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

چیئرمین ماؤزے تُنگ

ایک بہت بڑے مُلک کے ایک عظیم رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں فراست دی ہے۔ اور جہاں تک مَیں نے پڑھا ہے، مَیں سمجھتا ہوں انہوں نے اِنسانیت کی بڑی خدمت کی ہے۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہیں رکھتے۔ البتہ اخلاقی قدروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہوں نے بڑے زور سے لکھا ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں پڑھے ہوئے نوجوان پُوری طرح با اخلاق ہونے چاہئیں۔ اور اُنہی اخلاق کا نام لیا ہے جو اسلام نے ہمیں بتائے ہیں۔ وہ خدا کو نہیں مانتے لیکن یہ اخلاقی تعلیم دیتے ہیں کہ دیکھو کبھی کبر اور غرور تم میں پیدا نہ ہو۔ ان کا یہ فقرہ جو دراصل اسلام کا فقرہ ہے اور اسلام کی تفسیر کرنے والے

حضرت مہدی علیہ السّلام کا فقرہ

ہے، فرشتوں نے چیئرمین ماؤ کو سکھا دیا ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے اسی ضمن میں یہی کہا ہے "تمہارے سر ہمیشہ زمین کی طرف جھکے رہیں"۔ یہ چیئرمین ماؤزے تُنگ کے الفاظ ہیں۔ اُن کی ایک کتاب ہے جس کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے جو چیئرمین ماؤ کی تصانیف، اور مضامین میں سے بعض لمبے لمبے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:-

OUR CONSTITUTION LAYS IT DOWN THAT CITIZENS OF THE PEOPLE'S REPUBLIC OF CHINA ENJOY FREEDOM OF SPEECH, OF THE PRESS, ASSEMBLY, ASSOCIATION, PROCESSION, DEMONSTRATION, RELIGIOUS BELIEF".

کہ ہمارا آئین

مذہبی آزادی کی ضمانت

دیتا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں :-

"WE CANNOT ABOLISH RELIGION BY ADMINISTRATIVE DECREE OR FORCE PEOPLE NOT TO BELIEVE IN IT."

اُن کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ

مذہب دِل کا معاملہ ہے

اور جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا جو ظاہری اور مادی طاقت ہے وہ دل کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ زبان کو تو مجبور کر سکتی ہے۔ مگر دل کو مجبور نہیں کر سکتی۔ اس حقیقت کو اُنہوں نے سمجھا اور ان الفاظ میں اس کا اظہار کیا کہ ہم مذہب کو انتظامی قوانین کے ذریعہ مٹا نہیں سکتے۔ اور ہم کسی شخص کو مادی طاقت کے ذریعہ مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اُس عقیدہ پر ایمان نہ رکھے جو اُس کا عقیدہ ہے۔ پس ایک دہریہ بھی یہ جانتا ہے، اور دہریہ بھی وہ جس کے متعلق مَیں نے بتایا ہے کہ وہ اپنی قوم کے لئے ایک عظیم انسان ہے۔ اُس نے بڑی خدمت کی ہے وہاں کے مظلوموں کی اور اُن کو استحصال سے بچایا ہے۔ اور دنیوی حسنات کے سامان اُن کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور

بڑی ذہانت اور عقلمندی

سے پیدا کئے ہیں۔ اُن لوگوں کا وہ محبوب لیڈر ہے اور ہم سب کے دل میں بھی اس کا احترام ہے۔ کیونکہ اس نے نوعِ انسانی کی خدمت کی ہے۔ اگرچہ وہ مذہب اور خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ لیکن انسان کا وہ خادم ہے۔ وہ ہے تو دہریہ، مگر وہ اخلاق پر زور دے رہا ہے۔ اور اس حقیقت کو وہ پا گیا کہ کوئی دنیوی طاقت خواہ وہ چین جیسی بڑی طاقت ہی کیوں نہ ہو ـــ پاکستان تو چین جیسی بڑی طاقت نہیں ہے ـــ خواہ وہ چین جیسی بڑی طاقت ہی کیوں نہ ہو کوئی دنیوی طاقت قانون بنا کر اور

انتظامیہ کے احکام کے ذریعہ

کسی شخص کو بھی اس بات پر مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اس عقیدہ کو چھوڑ دے، جو اس کا اپنا عقیدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کوئی طاقت ایسا کر ہی نہیں سکتی۔ یہ ناممکن بات ہے۔ پس پاکستانی حکومت کے لئے یہ بات کیسے ممکن ہو جائے گی۔ یہ نامعقول بات ہے۔ اس میں اُن کو اُلجھنا نہیں چاہیئے۔ کیا کہے گا چین؟ اور کیا کہے گا رُوس؟ اور کیا کہے گا امریکہ؟ اور کیا کہے گی ساری دُنیا؟ اور کیا کہے گا وہ شریف انسان جو اکثریت میں ہے۔ اور اِس ملک میں بستا ہے کہ

جو چیز غیر معقول ہے

جو تمہارے اختیار میں نہیں اس کا فیصلہ کرنے کی طرف تم کیوں مائل ہو رہے ہو؟ دُنیا کی مَیں نے پہلے بات کی ہے پاکستان کی بعد میں کروں گا۔ دُوسرے، دُنیا نے یو۔ این۔ او میں (جس تنظیم سے صرف چند ممالک باہر ہیں) جو ایک HUMAN RIGHTS ("انسانی حقوق کے منشور") کا اعلان کیا اور ہر سال انسانی حقوق کے لئے ایک دِن منایا جاتا ہے۔ ان حقوقِ انسانی کے منشور پر پاکستان نے دستخط کئے ہیں اور ان کو تسلیم کیا ہے، ان HUMAN RIGHTS "انسانی حقوق" میں یہ کہا گیا ہے کہ دُنیا کے ممالک مل کر یہ ضمانت دیتے ہیں کہ

ہر انسان کو مذہبی آزادی

ہوگی (مَیں اِس وقت عمداً صرف مذہبی آزادی کا ذکر کر رہا ہوں) کس معنی میں مذہبی آزادی ہو گی؟ (جب مَیں پاکستان کی بات کروں گا تو وہاں بیان کروں گا دُہرانے کی ضرورت نہیں) چین جیسا ملک جو دُنیوی لحاظ سے ایک عظیم ملک ہے، اُن کا رہنما چیئرمین ماؤ جس نے اپنی ساری عمر اپنی قوم کی بہبُودی کے لئے وقف کر دی اور جس کو خدا تعالیٰ نے یہ فراست عطا فرمائی کہ بعض دُوسرے کمیونسٹ ممالک کی طرح اُس نے یہ نہیں کہا کہ اخلاق کیا ہوتے ہیں؟ بلکہ اُس نے یہ کہا کہ اخلاق ہوتے ہیں۔ اور یہ اخلاق ہیں۔ مَیں وجہ تو نہیں جانتا، لیکن جن اخلاق کا انہوں نے نام لیا وہ، وہ اخلاق تھے جو قرآنِ کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے تھے کہ

یہ اچھے خُلق ہیں

اور اُنہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرہ میں بداخلاقی کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہاں تک کہ ایک امریکی صحافی نے جب ایک چینی کارخانہ میں یہ پوچھا کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پہلو بہ پہلو کام کر رہے ہیں، ان کے درمیان کوئی گندے تعلقات تو نہیں پیدا ہو جاتے؟ تو جو چینی صحافی ساتھ تھا اُس نے حیران ہو کر یہ جواب دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ یعنی اُن کے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ گویا وہ دُنیوی لحاظ سے اتنا با اخلاق معاشرہ ہے۔

اخلاق کی بنیاد ہمارے نزدیک چونکہ مذہب پر ہے اور اِس وقت چونکہ

قرآنِ عظیم کی شریعت

اور ہدایت ہی حقیقی اور کامل شریعت اور ہدایت ہے۔ لہذا تمام اخلاق کی بنیاد قرآنِ کریم کی ہدایت پر ہے لیکن دُنیا کے بھی کچھ اصُول ہوتے ہیں۔ اور چین نے اپنے معاشرہ کی بنیاد اچھے اخلاق پر رکھی۔ اور جو اخلاق اس کے ذہن میں آئے وہ وہی اخلاق تھے جن پر اسلام نے زور دیا (فرشتوں نے اس کے ذہن پر القاء کیا ہو گا) کیونکہ ہماری زندگی اور اُس کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس سے باہر تو نہیں جا سکتے۔ ایک خاص دائرہ میں اختیار تو دیا گیا ہے۔ وہ لوگ خدا کو تو نہیں مانتے لیکن ان کا دماغ اس صداقت کو پا گیا کہ یہ نامعقول بات ہے کہ ہم کوئی قانون بنا کر کسی کو اُن اعتقادات سے روک دیں گے جن کا وہ اعلان کرتا ہے۔

آخر میں مَیں اپنے دستور کو لیتا ہوں۔

ہمارا موجودہ دستور

جو عوامی دستور ہے، جو پاکستان کا دستور ہے۔ وہ دستور جس پر ہمارے وزیرِ اعظم صاحب کو بڑا فخر ہے، وہ دستور جو اُن کے اعلان کے مطابق دُنیا میں پاکستان کے بلند مقام کو قائم کرنے والا اور اس کی عزت اور احترام میں اضافہ کا موجب ہے، یہ دستور ہمیں کیا بتاتا ہے؟ اِس

دستور کی ۲۰ ویں دفعہ

یہ ہے :-

(a) "EVERY CITIZEN SHALL HAVE THE RIGHT TO PROFESS, PRACTISE AND PROPAGATE HIS RELIGION, AND"

(b) EVERY RELIGIOUS DENOMINATION AND EVERY SECT THEREOF SHALL HAVE THE RIGHT TO ESTABLISH, MAINTAIN AND MANAGE ITS RELIGIOUS INSTITUTIONS."

(THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN 1973 PAGE 22 & 23)

اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کو ہمارا یہ دستور جو ہمارے لئے باعثِ فخر ہے یہ ضمانت دیتا ہے کہ جو اس کا مذہب ہو اور جس مذہب کا وہ خود اپنے لئے فیصلہ کرے وہ اس کا مذہب ہے۔ (بھٹو صاحب یا مفتی محمود صاحب یا مودودی صاحب نہیں بلکہ) جس مذہب کے متعلق وہ فیصلہ کرے وہی اس کا مذہب ہے، اور وہ اس کا زبانی اعلان کر سکتا ہے۔ یہ

دستور اُسے حق دیتا ہے

کہ وہ یہ اعلان کرے کہ مَیں مُسلمان ہوں یا نہیں۔ اور اگر وہ یہ اعلان کرے کہ مَیں مسلمان ہوں تو یہ آئین جس پر پیپلز پارٹی کو بھی فخر ہے (اور ہمیں بھی فخر ہے اس لئے کہ یہ دفعہ اس میں آگئی ہے) یہ دستور کہتا ہے کہ ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ اعلان کرے کہ مَیں مُسلمان ہُوں۔ یا مُسلمانوں کے اندر مَیں وہابی ہوں یا اہلحدیث ہوں یا اہلِ قرآن ہوں یا بریلوی ہوں (وغیرہ وغیرہ تہتر فرقے ہیں) یا احمدی ہوں۔ تو

یہ ہے مذہبی آزادی

مذہبی آزادی سے مراد آج کا انسان یہ لیتا ہے کہ ہر انسان کا اپنا کام ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں ہے۔ عیسائی ہے یا نہیں ہے۔ یہودی ہے یا نہیں ہے۔ ہندو ہے یا نہیں ہے۔ بُدھ مذہب والا ہے یا نہیں ہے۔ یا دہریہ ہے یا نہیں ہے۔ یہ اُس نے اعلان کرنا ہے کہ میرا کس مذہب سے تعلق ہے۔ اور دُنیا کی کوئی طاقت بلکہ دُنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس کا یہ حق نہیں چھین سکتیں۔ یہ اعلان کرتا ہے ہمارا آئین۔ پہلے یُو۔این۔او نے اعلان کیا۔ اور اب ہمارا آئین یہ اعلان کرتا ہے کہ

ہر شخص کا یہ حق ہے

کہ وہ اعلان کرے کہ مَیں مُسلمان ہوں، اور اپنے عقائد کے مطابق وہ عبادات بجالائے۔ اور زندگی کے دِن گذارے۔ مثلاً ایک احمدی کہے گا کہ مَیں نماز پڑھوں گا پانچ وقت ہاتھ باندھ کر۔ ایک مالکی کہے گا کہ مَیں پانچ وقت نماز پڑھوں گا اور ہاتھ چھوڑ کر پڑھوں گا۔ اور شیعہ اپنے مذہب کے مطابق کہے گا۔ تو مذہب کے متعلق بھی اس کو حق ہے کہ وہ کہے کہ میرا کونسا مذہب ہے۔ وہ کہے گا

میرا مذہب اِسلام ہے

مگر یہ اس کا حق ہے کہ وہ آئین کے مطابق کہے کہ مَیں شیعہ مُسلمان ہوں۔ مَیں سُنّی مُسلمان ہوں یا سُنّیوں میں سے آگے دیوبندی یا بریلوی یا اہلحدیث یا وہابی مُسلمان ہوں۔ یا کسی اور دُوسرے فرقے سے میرا تعلق ہے (کہتے ہیں فرقے بہتر ہی رہتے ہیں۔ کچھ مِٹ جاتے ہیں اور کچھ نئے پیدا ہو جاتے ہیں) تو مذہبی آزادی کا ایک مطلب یہ ہے کہ اُس کو یہ آزادی ہے کہ وہ یہ کہے کہ میرا یہ مذہب ہے۔ اور اس میں دُنیا کی کوئی طاقت، کوئی حکومت دخل نہیں دے سکتی۔ اور اس کا

قانونی اور دستوری حق

ہے کہ وہ اپنی زبان سے یہ فیصلہ دے کہ میرا فلاں فرقے سے تعلق ہے۔ اور اپنے اعتقاد کے مطابق مَیں اپنی عبادات بھی بجالاؤں گا اور اپنی زندگی بھی گذاروں گا۔ پھر اس کا یہ حق ہے کہ اپنے اعتقاد کے مطابق وہ تبلیغ کرے۔ اور قانون یہ کہتا ہے کہ اِس طرح تبلیغ نہ کرو کہ فساد پیدا ہو۔ قانون یہ کہے گا کہ دُوسرے کی طرف جھوٹے اعتقادات منسُوب نہ کرو۔ قانون یہ کہے گا، جس فرقہ سے تمہارا تعلق ہے، جس مذہب سے تمہارا تعلق ہے، وہ مذہب تمہیں کہتا ہے کہ تم بدزبانی نہ کرو تو بدزبانی نہ کرو۔ وہ کہے گا جوش میں نہ آؤ تو

تم جوش میں نہ آؤ

لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم تبلیغ کرو ہی نہ۔ کیونکہ PROPAGATE کا مطلب ہی یہ ہے کہ اگر دلائل کسی کو گھائل کریں تو اُس کو اس بات کی بھی اجازت ہو کہ وہ اُن دلائل کو PROFESS کرنے کا اعلان کرے یعنی PROPAGATE کا تعلق پھر PROFESS کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور شق (B) یہ ہے کہ ہر مذہب اور مذہب کے ہر فرقہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی اداروں کو قائم کرے، اُن کا انتظام کرے، ان پر خرچ کرے اور جو دیگر انتظام ہیں وہ کرے۔ ہمارا دستور ہماری حکومت کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ احمدی مُسلمان ہیں یا نہیں۔ ہمارا

دستور ایک احمدی کو یہ حق دیتا ہے

کہ وہ یہ اعلان کرے کہ مَیں مُسلمان ہوں۔ اور حکومتِ پاکستان کو اِس کے بعد یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ یہ مُسلمان نہیں۔ حکومتِ پاکستان کو یہ حق ہے کیونکہ ہم یہ PROFESS کرتے ہیں (اس عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم احمدی وہابی نہیں) کہ قانون بنائے کہ جماعتِ احمدیہ وہابی نہیں ہے۔ حکومت کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ احمدی شیعہ نہیں ہیں۔

حکومت کا یہ حق بھی ہے

کہ وہ یہ کہے کہ احمدی اہلحدیث نہیں، دیوبندی نہیں، بریلوی نہیں۔ یہ نہیں وہ نہیں۔ جس کا ہم نے انکار کیا ہے۔ وہ انکار ہماری طرف منسوب کرکے اس کا انکار کرے، اور جس کا ہم نے اقرار کیا ہے وہ ہماری طرف منسُوب کرکے اقرار کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یہ اعلان کیا کہ ہم "احمدیہ فرقہ کے مُسلمان ہیں"۔ ایک جگہ آپؑ نے انہی الفاظ میں یہ جملہ بولا ہے "احمدی فرقہ کے مُسلمان"۔ ساری دُنیا کے احمدی کہیں گے کہ

ہم احمدی فرقہ کے مُسلمان ہیں

اور دُنیا کی کوئی حکومت یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ یہ کہے کہ تم احمدی فرقہ کے مُسلمان نہیں ہو۔

پس ہزار ادب کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ یہ عقل کی بات ہم حکومت کے کان تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ جس کا تمہیں انسانی فِطرت نے اور سرشت نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں دُنیا کی حکومتوں کے عمل نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں یُو۔این۔او کے HUMAN RIGHTS نے (جن پر تمہارے دستخط ہیں) حق نہیں دیا،

چین جیسی عظیم سلطنت

جو مُسلمان نہ ہونے کے باوجود اعلان کرتی ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ کوئی شخص PROFESS کچھ کر رہا ہو اور اس کی طرف منسُوب کچھ اَور کر دیا جائے۔ مَیں کہتا ہوں مَیں مُسلمان ہوں، کون ہے دُنیا میں جو یہ کہے گا کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ کیسی نامعقول بات ہے۔ یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جو لوگ دہریہ تھے اُنہیں بھی سمجھ آگئی۔ پس تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں تمہارے اس دستور نے حق نہیں دیا۔ جس دستور کو تم نے ہاتھ میں پکڑ کر دُنیا میں اعلان کیا تھا کہ دیکھو کتنا اچھا اور کتنا حسین دستور ہے، آج اس دستور کی مٹی پلید کرنے کی کوشش نہ کرو اور

اِس جھگڑے میں نہ پڑو

اسے خدا پر چھوڑ دو۔ کیونکہ مذہب دِل کا معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فعل سے ثابت کرے گا کہ کون مومن اور کون کافر ہے۔ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی جب اس قسم کے شور پڑتے تھے تو آپؑ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہاں کیوں شور مچاتے ہو۔ امن سے آشتی سے اور صُلح سے زندگی گذارو۔ جب ہم اس دُنیا سے گذر جائیں گے اور خدا تعالےٰ کے حضور پیش ہوں گے تو خود پتہ لگ جائے گا کہ کون مومن؟ اور کون کافر؟

خُطبۂ جُمعہ اِس خطبہ کی زائد کاپیاں طبع کروائی جارہی ہیں۔ احباب اس کو کثرت سے دوستوں تک پہنچائیں۔ دفترسے طلب کریں۔ اس خطبہ کا انگریزی ترجمہ بھی عنقریب ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پاکستان میں اینٹی احمدیہ فسادات

جب سے پاکستان میں اینٹی احمدیہ فسادات کی آگ مشتعل ہوئی ہے ہندوستانی پریس اور ہندوستان کے بے شمار دانشوروں نے اس پر اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ ذیل میں چند مؤقر اخبارات اور منقدر ہستیوں کے خیالات درج کئے جاتے ہیں:- ایڈیٹر

"چونکہ قادیانی (یا بالفاظِ خود احمدی) مبلّغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آچکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا بہت ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقہ کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے" (نئی دنیا۔ دہلی)

(۱)

دہلی کے مؤقر ہفت روزہ "نئی دنیا" مجریہ ۲۶ر جون میں حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات کے بارہ میں ایک مفصل اور جامع مضمون ہؤا ہے جس کا مکمل متن درج ذیل ہے:-

پاکستان میں خانہ جنگی کے آثار

رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے گزشتہ اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے ان میں ایک یہ تھا کہ فرقہ قادیانی کو اسلام سے خارج اور کافر تصور کیا جائے۔ بہائی فرقے کے بارے میں بھی اسی قسم کا فیصلہ صادر کیا گیا۔ حالانکہ بہائی فرقہ کے لوگ اپنے آپ کو خود بھی مسلمان نہیں کہتے۔ کیونکہ ان کے پیشوا بہاء اللہ ایک نئے مذہب کے بانی تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ جو کتاب ان پر اتاری گئی ہے اس نے پہلی تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ان کی کتاب تمام الہامی کتابوں کی ناسخ ہے۔ جب یہ لوگ خود بھی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے تو ان کو اسلام سے خارج کرنے کا فیصلہ قطعی فضول ٹھہرا۔ بخلاف قادیانیوں کے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ قرآنِ کریم کو اسی طرح مانتے ہیں ان کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وہی ہیں جن پر عام مسلمانوں کا عمل ہے۔ ہم یہ بات اس لئے لکھ رہے ہیں کہ قادیانیوں اور بہائیوں میں جو فرق ہے وہ ناظرین پر واضح ہو جائے۔ اگر رابطۂ عالم اسلامی قادیانیوں کو بھی خارج از اسلام اور کافر سمجھتی ہے تو ہمیں اس سے اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ بات افسوسناک ہے کہ رابطہ کے فیصلے نے پاکستان کو بہت جلد متاثر کیا ہے۔ اور وہاں پہلے کی طرح پھر خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے۔ اخبارات سے معلوم ہؤا کہ پاکستان کے متعدد شہروں میں بہت سے قادیانی مارے گئے اور ان کی متعدد مسجدوں کو جلا دیا گیا۔ اور ان کی دکانوں کو لوٹا گیا۔

اگر قادیانی مسلمان نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نامسلمانوں کی زندگی کو خطرہ میں ڈالا جائے اور ان کو زندہ رہنے کی اجازت نہ دی جائے۔ پاکستان کے علماء ہزار بار ان کو کافر قرار دیں۔ اس فتوئے سے انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن اپنے ہی ملک کے شہریوں کو قتل و نہب کا نشانہ بنانا خود پاکستان کے لئے انتہائی مضر ہوگا۔ کیونکہ قادیانی فرقے کے باصلاحیت لوگ فوج، پولیس، نظامیہ اور تجربہ کے تمام شعبوں میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر انہیں زیادہ زچ کیا گیا تو وہ پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور خانہ جنگی کا دائرہ بھی وسیع کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے صدر خواجہ ناظم الدین کے دور میں بھی یہ فتنہ سر اٹھا چکا ہے۔ لاہور میں اس فتنے کے باعث مارشل لاء نافذ کیا گیا اور پھر ایک تحقیقاتی عدالت بھی قائم کی گئی۔ جس کے نتائج ایک ضخیم رپورٹ کی شکل میں ہمارے سامنے آئے۔ اگر اس رپورٹ کے مطابق عمل کیا جاتا تو پاکستان میں اب جو کچھ ہؤا ہے وہ ہرگز نہ ہوتا اور وہاں کا مذہبی جنون کبھی رنگ نہ لاتا۔ ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خیر نہیں ہے۔ پاکستان کے لوگ ہی اپنی آزادی کا خون کرکے رہیں گے۔ اور دنیا کے نقشے سے پاکستان کا نام تک مٹ جائیگا

قادیانیوں کے بارے میں رابطۂ عالم اسلامی نے جو فیصلہ کیا ہے ہم اس کے حُسن و قبح پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ نہ ہم قادیانیوں کی طرف سے وکالت کرنا چاہتے ہیں۔ بھلے ہی وہ اسلام سے خارج اور کافر ہوں مگر ان کے نام سے خانہ جنگی کو دعوت دینا اور بین الاقوامی (عدالت) کے چیف جسٹس سر ظفر اللہ خاں کو احتجاج کا موقع دینا اور دنیا کی رائے عامہ سے فریاد کرنا پاکستان کی رہی سہی ساکھ کو بھی ختم کر دے گا۔ اور اس کے نتیجے میں بالنس اور بانسری دونوں کو سزا مل کر رہے گی۔ اگر اس دفعہ بھی خانہ جنگی نے زور پکڑا اور نتیجہ میں مارشل لاء لگانے کی نوبت آئی تو سنی مسلمان ہوں یا شیعہ مسلمان، قادیانی ہوں یا دیوبندی اور اہلِ حدیث، سب کو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے اور رہے سہے پاکستان کی وحدت رخصت ہو جائے گی۔

بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا کہ تحریکِ ختم نبوت کے دور میں مارشل لاء کے زیرِ سایہ جب یہ مطالبہ ہؤا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو بریلوی خیال کے علماء نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ چونکہ پاکستان میں ایسے مسلمانوں کی اکثریت ہے اور ان کے نزدیک بریلوی اور اہلحدیث کافر ہیں اس لئے ان کو بھی پاکستان کی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ آج قادیانیوں کے نام پر خانہ جنگی کا طوفان اٹھایا گیا ہے کل کلاں کو دیوبندی اور اہلِ حدیث کے نام پر پورے پاکستان کو جہنم کدہ بنایا جا سکتا ہے۔ ہم پھر عرض کریں گے کہ اس خانہ جنگی سے نہ صرف قادیانیوں کو بلکہ پاکستان کے دشمنوں کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور پاکستان کی وحدت مختلف فرقوں میں بٹ کر پارہ پارہ ہو جائے گی۔ بریلوی خیال کے لوگ، دیوبندی اور اہلِ حدیث خیال کے لوگوں کو پہلے ہی کافر اور خارج از اسلام قرار دے چکے ہیں شیعہ حضرات بھی سوچیں گے کہ آئندہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہو سکتا ہے جیسا اب قادیانیوں کے خلاف ہو رہا ہے۔

ہم یہاں ایک بہت بڑے راز سے بھی پردہ اٹھا دینا چاہتے ہیں۔ عیسائی مشنری ان تمام کانٹوں کو اپنی راہ سے دور کر دینا چاہتے ہیں جن پر ان کا قدم مارنا مشکل ہے۔ نائیجیریا کے دونوں حصّوں کے صدر مسلمان تھے۔ احمد بیلو اور احمد تفاوا نے محض اپنی کوششوں سے بیس ہزار قبائلیوں کو مشرف باسلام کیا اور عیسائی مشنریوں کو ہر میدان میں شکست دی آخر ان ہی عیسائیوں نے وہاں خانہ جنگی کی بنیاد ڈالی اور دونوں صدروں کو بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا۔ ان کا قتل ہونا تھا کہ عیسائی مشنریوں پر تمام راہیں وا ہو گئیں۔ اور انہوں نے ہزاروں ہزار نومسلم قبائلیوں کو عیسائی بنانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ چونکہ قادیانی (یا بالفاظِ خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان مبلغین کے سامنے عاجز آچکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقہ کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی باقی نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے زور سے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے پیچھے سازش کی بارود بچھانے والا کون ہے۔ ہمارا غالب گمان ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں عیسائیوں کی بڑی گہری سازش کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی رابطۂ عالم اسلامی میں بھی ان کی سازشوں کی بو باس پہنچ گئی ہو اور مرکزِ اسلام کو اس فتنے کے لئے آلۂ کار بنایا ہو۔ اور مسلم زعماء اس کا ادراک نہ کر سکے ہوں۔

ہمیں قادیانیوں کے خلاف فتوئے کفر سے کوئی بحث نہیں۔ ہمیں صرف پاکستان کی خانہ جنگی سے بحث ہے۔ جو لوگ دور اندیش ہیں انہیں بھی پاکستان کے تاریک مستقبل سے اندیشہ ہوگا۔ اور وہ بھی نہ چاہیں گے کہ پاکستان میں حرب عقاید کا فتنہ سر اٹھائے۔ اور مسلمانوں کے تمام فرقے اس کا نشانہ بنیں۔ اگر پاکستان تباہ ہؤا تو اس کی ذمہ داری اہلِ پاکستان ہی کے سر ہوگی۔"

(۲)

روزنامہ پرتاپ نئی دہلی مجریہ ۲۲ر جون ۷۴ء کا ایڈیٹوریل نوٹ:-

احمدیئے مسلمان نہیں

"پچھلے کئی دنوں سے پاکستان کے احمدیوں یعنی قادیانیوں کی شامت آئی ہوئی ہے۔ کتنوں کو سُنّی مسلمانوں نے چھرے مار مار کر ہلاک کر دیا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ کتنی مسجدیں (اور) جائداد برباد کر دی گئی ہے یہ بھی کوئی نہیں جانتا۔ آج سے کچھ برس پہلے یعنی ۱۹۵۲ء میں جب ممتاز دولتانہ پاکستانی پنجاب کے مکھیہ منتری تھے تو اس وقت بھی احمدیوں کے خلاف اسی طرح کا آندولن ہؤا تھا۔ اس وقت کوئی دو ہزار احمدیئے ہلاک کر دئے گئے تھے۔ اس بار آندولن اس آندولن کے مقابلہ میں کہیں زیادہ شدید ہے۔ مسٹر بھٹو نے احمدیوں کے خلاف فسادات و شورش کی تمام خبروں کی اشاعت پر پابندی لگا دی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ پاکستان سے باہر رہنے والے احمدیوں کو یہ پتہ نہیں کہ پاکستان کے اندر جو احمدی ہیں ان پر کیا گزر رہی ہے۔ ہندوستان میں رہنے والے احمدیوں نے بھارت سرکار سے درخواست کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کچھ کرے لیکن بھارت سرکار کیا کر سکتی ہے یہ سمجھ نہیں آرہا۔ بھارت سرکار اور پاکستان

میں تو بول چال بھی بند ہے۔ بھارت نے جو کچھ پاکستان کو کہنا ہوتا ہے یا پاکستان نے جو کچھ بھارت کو کہنا ہوتا ہے وہ سوس سفارتخانہ کے ذریعہ ایک دوسرے کو پہنچایا جاتا ہے۔ معمول حالات میں اس سلسلہ میں کوئی اطلاع ملتے ہوئے وقت لگتا ہے۔ لیکن جب تعلقات ہی اچھے نہ ہوں تو اس حالت میں جواب جلدی دینے کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے احمدیوں کے پروٹسٹ کو اگر بھارت سرکار نے سوس سفارتخانہ کے ذریعہ پاکستان بھجوا بھی دیا ہو تو عین ممکن ہے کہ پاکستان اس مراسلہ کا کوئی جواب بھی نہ دے۔

جس دن سے احمدیوں کے خلاف یہ آندولن شروع ہوا ہے پاکستان کے بعض حلقوں میں یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے۔ پاکستانی وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے کانوں میں بھی یہ آواز پڑی ہے لیکن ان کے تاثرات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اس کے جواز کو پوری طرح سمجھ نہیں پائے۔ لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ جس بات کو وہ سمجھ نہیں سکے اسے پاکستانی عوام زبردستی آپ کو سمجھانے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کا سارا دارومدار پنجاب کے مسلمانوں پر ہے اور وہی سب سے زیادہ جنونی۔ اندھہ وشواسی اور متعصب ہیں۔ اب جبکہ لیڈر آف کشمیر اور سرحد کی اسمبلیوں نے سرد مہری سے یہ پرستاؤ سویکار کر لیا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی اسمبلی بھی ایسا ہی کوئی فیصلہ کر دے۔ اس حالت میں مسٹر بھٹو کے لئے احمدیوں کے پرتی اپنا رویہ بدستور قائم رکھنا شاید مشکل ہو جائے۔

بہر حال پاکستان سرکار احمدیوں کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے یہ جاننا اس کا کام ہے۔ لیکن ایک بات تو صاف ہے کہ آج تک اس علاقے کے مسلمان جس طریقے پر سوچتے رہے ہیں اس کے لازمی نتائج اب سامنے آنے شروع ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے یہ کہا کہ ہندوؤں سے ان کی کوئی بات مشترک نہیں اس لئے پاکستان بنا۔ اس کے بعد پوربی پاکستان کے مسلمانوں نے کہہ دیا کہ ان کی اور پچھمی پاکستان کے مسلمانوں کی کوئی بات مشترک نہیں اس لئے وہ علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے بنگلہ دیش بنا لیا۔ اب پاکستان کے سنی مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ان کی اور احمدی مسلمانوں کی کوئی بات مشترک نہیں اس لئے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جائے کیا تعجب ہو اگلا مطالبہ یہ ہو کہ پاکستان کے شیعہ مسلمانوں کو بھی غیر مسلم دے دیا جائے۔ اگر احمدیوں کے کلمہ گو ہونے کے باوجود انہیں غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے تو کیا تعجب جو شیعوں کی حالت میں بھی ایسی ہی کوئی بات تلاش کر لی جائے۔ آخر پاکستان کے سنی مسلمانوں میں دماغ کی کمی کی تو کبھی شکایت نہیں سنی گئی۔ پاکستان میں کئی لوگ ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں ایک کی بجائے چار قومیں رہتی ہیں۔ اگر چار قومیں ہو سکتی ہیں تو آٹھ کیوں نہیں۔ کاش کہ ہندوستان میں بیٹھے ہوئے پاکستان نواز اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ اسلام کا جنون ان پاکستانیوں کو کیا کیا بیہودہ باتیں کرنے پر آمادہ کر رہا ہے۔ ‘‘

(پرتاپ نئی دہلی ۲۲ جون ۱۹۷۴ء)

——— (۳) ———

روزنامہ ملاپ جالندھر مجریہ ۲۹ جون میں ایک مخصوص مضمون کے ذریعہ بڑے ہی جامع رنگ میں جماعت احمدیہ پر پاکستان میں ہو رہے مظالم کی تفصیل ایک مبصر کی حیثیت سے قلمبند کی گئی ہے جو مع عنوان درج ذیل ہے :۔

پاکستانی پنجاب جہاں ۱۹۴۷ء کے سے حالات پیدا ہو گئے

پاکستان کو ایک بار پھر گہرے بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کی پانچ روزہ کانفرنس کی اس قرارداد نے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار کافر ہیں اور انہیں اسلامی برادری سے خارج کیا جائے ملک بھر میں ۱۹۴۷ء کے ہوش ربا ہنگاموں کے سے حالات پیدا کر دئے ہیں۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد کے دعوئے مسیح موعود پر کامل یقین رکھتے ہیں اور احمدیت کو زمین کے کناروں تک لے جانے کا گھمبیر ارادہ یا اعلان کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف وہ ہیں جو حضرت محمد صاحب کو خدا کا آخری رسول مانتے ہیں اور ختم نبوت میں یقین رکھتے ہیں

اگرچہ لندن سے بھارت پہنچے والے پاکستانی روزناموں بالخصوص پاکستان ٹائمز۔ جنگ۔ مشرق نوائے وقت۔ اور مغربی پاکستان نے واردات ربوہ کو اور اس کے جلو میں آنے والے خون چکاں واقعات کو من وعن صفحۂ قرطاس پر لانے سے مصلحتاً گریز کیا ہے لیکن پاکستان میں مقیم غیر ملکی جرائد کے رپورٹروں اور احمدی ہفت روزہ الفضل نے حالات کی سنگینی کو چھپانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔

چنانچہ اخبارات میں یہ خبریں اور ادارئے چھپے ہیں کہ پنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ سرگودھا۔ سیالکوٹ گوجرانوالہ۔ لائل پور اور ملتان ابھی تک فسادات کی لپیٹ میں ہیں۔ اور انہی احمدی مشنرنے احمدیوں کا ہر شہر میں محاصرہ کر رکھا ہے۔ گوجرانوالہ کے نشتر تحصیل حافظ آباد، گکھڑ اور ضلع لائلپور کے شہر گوجرہ میں احمدیوں کی مسجدوں کو نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ اور حدیث کے نسخوں کو پاؤں تلے روندا گیا ہے اس پر مستزاد ان کے مکانوں اور دکانوں کو بھی دن دہاڑے لوٹ لیا گیا ہے اور فضا احمدیت مردہ باد کے نعروں سے برابر گونج رہی ہے۔ پنڈی جہلم سرگودھا اور گجرات کے دور افتادہ دیہات میں بسنے والے احمدی اکثریت کی برق سامانیوں سے تنگ آ کر یا تو احمدیہ جماعت کے مرکز ربوہ میں پناہ لے رہے ہیں یا گمنام مقامات کو چلے گئے ہیں۔ ان سارے واقعات کی لنڈن کے احمدی مشن نے بھی تصدیق کر دی ہے۔ اور اس کی تفصیلات قادیان سے نکلنے والے جماعت احمدیہ کے ترجمان ہفت روزہ بدر نے بھی اپنے پچھلے شمارہ میں شائع کی ہیں۔

دہلی میں اخبارات کے ذریعے پہنچنے والی خبروں اور قادیانیوں کے لنڈن مشن کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اکیلے مغربی پنجاب میں کم و بیش پچاس احمدی فسادات کے شعلوں کی آگ کی نذر ہو چکے ہیں اور صرف گوجرانوالہ میں ایک درجن افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ اخبار راوی ہیں کہ حافظ آباد کے قوم پرست احمدی چودھری شوکت حیات کو دن دہاڑے دکان میں مرزا غلام احمد سے قلبی لگاؤ رکھنے کے جرم میں بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا گیا ہے اور پولیس مقتل کے قریب رقص بسمل کا تماشہ دیکھتی رہی ہے۔

دیسے سرکاری حلقوں نے عشق احمدؑ میں جان دینے والوں کی تعداد پندرہ بتائی ہے۔ اور ان کا دعوےٰ ہے کہ اس المیہ کے دوران صرف ۲۷ افراد ہلاک کئے گئے ہیں۔ اور ان میں ۱۲ غیر احمدی ہیں اور پندرہ احمدی۔

پاکستان کے وزیراعظم جناب بھٹو کے معاملہ کو قومی اسمبلی کے ہال میں طے کرنے اور ملک کے چنے ہوئے نمایندوں کا فتوےٰ لینے کے اعلان سے چند شہروں میں صورت حال کچھ سنور گئی ہے مگر گجرات اور سرگودھا میں فضا ہنوز ہنگامہ بدوش ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ فسادات میں گھرے ہوئے اور تختۂ تیغ ستم ہونے کے باوجود بھی احمدیوں کے ایمان میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آئی اور آفات کے سایہ میں رہتے ہوئے بھی وہ یقین محکم کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اور اپنے موقف پر ثابت قدم ہیں۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ احمدیوں کا مستقبل پاکستانی اور غیر پاکستانی علماء کے غیر لچکدارانہ رویہ اور مغربی پنجاب کے چیف منسٹر مسٹر حنیف رامے اور وزیراعظم پر ان کے پیہم دباؤ سے سر بمہر ہو چکا ہے۔ اگرچہ بھٹو جانتے ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے پاکستان ان دانشوروں سے محروم ہو جائے گا جو سائنسی، صنعتی اور فوجی اقتصادی محاذوں پر پاکستان کی نیابت بخوبی سے سربراہی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ ختم نبوت کے مسئلہ پر ان پنجابی مسلمانوں کو ناراض کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں جنہوں نے ایوب کے عہد صدارت میں اسے راندۂ درگاہ سیاست بنائے جانے سے بچاتے ہوئے فرش سے عرش پر بٹھا دیا تھا۔

پاکستان کے سیاسی پیچ و خم یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ جناب بھٹو ان دنوں عجب گرداب میں ہیں اگر احمدیوں کے خلاف علماء کی تکفیر بازی پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں تو دانشوروں کی کریم (Cream) ہاتھ سے جاتی ہے اور اگر اس سے گریز کرتے ہیں تو اپنے مستقبل اور پیپلز پارٹی کے سیاسی استحکام کو معرض خطر میں ڈالتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ سارے معاملہ کو قومی اسمبلی میں لا کر ممبروں سے فتوےٰ لیا جا رہا ہے۔

اب احمدیوں کی بدنصیبی یہ ہے کہ ساری قومی اسمبلی میں ان کی سرد آہوں کو سننے اور گرم آنسوؤں کو اپنے دامن سے پونچھنے والا کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ اور غیر احمدیوں کی اکثریت رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کی ... ایک نعرہ بن چکی ہے۔

ادھر جناب بھٹو کی ذہنی پریشانیوں کی یہ کیفیت ہے کہ انہوں نے پچھلے ہفتے علماء کے بھڑکے ہوئے جذبات اور عوامی جمہور کے جنون کو تسکین دینے کے لئے معاملہ کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے سے پہلے ہی لاہور میں کہہ دیا ہے کہ احمدیوں کے مسئلہ کو حل کرتے وقت حکومت عوام کے جذبات کا خیال رکھے گی۔ وزیراعظم کے ان تاثرات نے احمدی حلقوں میں ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اور ان کی نظریں اس طوفان کا اندازہ کر رہی ہیں جس کے ابھرنے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ الغرض بھٹو اور احمدیوں کے لئے آزمائش کی گھڑی قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ اور وزیراعظم کی کیفیت ؎

ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے

کی آئینہ دار ہے۔ ‘‘

ابتلاؤں کے ایام اور صدقات

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ ردّ بلا کا موجب ہوتا ہے۔ موجودہ ایام میں جبکہ جماعت اپنی تاریخ کے شدید ترین ابتلاء میں سے گزر رہی ہے احباب کرام دعاؤں کے ساتھ صدقات کا سلسلہ بھی جاری رکھیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

اِعلانِ نکاح و رخصتانہ

(۱) مکرم ظفر عالم خان صاحب سلمہ اللہ پسر مکرم جناب صاحبداد خان صاحب ریٹائرڈ اے۔ ایس آئی۔ کانپور کا رشتہ عزیزہ حسن پروین سلمہا اللہ بنت اخویم محمد مجید صاحب سولیجہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کانپور کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر پر طے پایا۔

(۲) مکرم اکرام محمد صاحب پسر مکرم اسرار محمد صاحب مرحوم سکنہ راٹھ ضلع ہمیر پور کا رشتہ عزیزہ شاہینہ پروین بنت اخویم محمد مجید صاحب سولیجہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کانپور کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر پر طے پایا۔

ہر دو نکاحوں کا اعلان خطبہ مسنونہ کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ نے مورخہ ۲۳ر جون ۱۹۷۴ء کو افتخار آباد کانپور میں کیا۔

اسی رات رخصتی عمل میں آئی۔ مکرم انوار محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ راٹھ نے اکرام محمد صاحب کی طرف سے مورخہ ۲۶ر جون کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں کانپور سے بھی متعدد احباب جماعت شریک ہوئے۔ اور مکرم صاحبداد خان صاحب نے ظفر عالم خان صاحب کی طرف سے مورخہ ۳۰ر جون کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں احباب جماعت احمدیہ کانپور و راٹھ کے علاوہ متعدد معززین کانپور بھی دعوت میں شریک ہوئے۔

اس موقعہ پر مکرم محمد مجید صاحب نے ۴۳/- روپے بتفصیل ذیل ادا فرمائے:-

اعانت اخبار بدر ۱۱/- شکرانہ فنڈ ۱۱/- مسجد فنڈ ۲۱/- روپے۔

اور مکرم ظفر عالم خان صاحب نے اعانت اخبار بدر میں ۵/- روپے اور شکرانہ فنڈ میں ۵/- روپے ادا کئے۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔

ہر دو رشتوں کے مبارک ہونے کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد احمد سولیجہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کان پور۔

صدقات

کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا رستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دُعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے اور ساتھ ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دُعائیں بھی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

جماعتِ احمدیہ کے مخالف علماء ۔ اور ۔ قرآنِ کریم

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ (مائدہ: آیت ۶۴)

یعنی عارف لوگ اور علماء انہیں ان کے جھوٹ بولنے اور اُن کے حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ وہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً بہت بُرا ہے۔ دیکھئے بالکل یہی صورتِ حال اس وقت علماءِ اسلام اور عامۃ المسلمین کی بن چکی ہے۔ علماء حضرات اپنے آپ کو انبیاء کے وارث تک ٹھہراتے ہیں مگر جب ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا وقت آتا ہے تو خانہ خالی نظر آتا ہے۔ پھر یہ انبیاء کی نیابت کیسی؟ اور اُن کے وارث بننے کے دعوے کیا ہوئے؟

پس یہ ہیں علماء وقت کے کچھ خد و خال جو ہر اُس شخص کو صاف طور پر نظر آسکتے ہیں جو قرآنِ کریم کے مصفّٰی آئینہ میں دیکھنا چاہے۔ شاید اسی طرح کی صُورتِ حال کے پیشِ نظر شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

کہنے دیجئے! آج کے علماء کی کیفیت اس سے چنداں مختلف نہیں ہے۔ العبرۃ العبرۃ!

ضرورتِ رشتہ

خاکسار کی دو لڑکیوں کے لئے جن کے نام ذیل میں درج ہیں احمدی رشتے درکار ہیں:

(۱)۔ نزہت جبیں بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سی۔ ٹرینڈ ٹیچر ہیں۔
(۲)۔ تبسم جبیں بی۔ اے۔ بی ایڈ ٹرینڈ ٹیچر ہیں۔

یو۔پی کے رشتوں کو ترجیح دی جائے گی۔ جملہ خط و کتابت بذریعہ ڈاک کی جائے۔

خاکسار:- محمد صاحبداد خان ریٹائرڈ اے۔ ایس۔ آئی

۸۸/۱۳۱ پیشکار روڈ۔ چمن گنج۔ کانپور (یو۔پی)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
کریم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔
58/1 فیرس لین کلکتہ ۱۲
AZAD TRADING CORPORATION.
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.
PHONE NO. 34-8407

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے AUTOWINGS کی خدمات حاصل فرمائیے!!
آٹو ونگس
AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY MADRAS-600004.
TELEPHONE NO. 76360.

یہ مت خیال فرمائیے
کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔
AUTO TRADERS,
آٹو ٹریڈرز
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
۱۶ منگو لین کلکتہ نمبر ۱
فون نمبر: دکان: 23-1652، 23-5222؛ مکان: 34-0451
تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ بدستور جاری

(۱)

جماعت احمدیہ برطانیہ کا عہد

جماعت احمدیہ برطانیہ کلاں کی مجلس عاملہ نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک برقیہ کے ذریعہ پاکستان کے اپنے احمدی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے جو مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اپنے پیارے امام کی حفاظت کے لئے انہوں نے دعا کی اور یہ عہد کیا کہ برطانیہ عظمیٰ کے تمام احمدی اس سلسلہ میں حضور کے ارشاد پر ہر قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

ریڈیو انٹرویو

جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن سے بی۔بی۔سی لنڈن کے پروگرام "دی آؤٹ لک" کے لئے انٹرویو لیتے ہوئے، جو دنیا کے مختلف حصوں کے لئے بی بی سی کے افسران کے لئے نشر کیا گیا۔ یہ کہا گیا کہ تحریک احمدیت کا اس قدر ذکر خبروں میں آیا اور ہمارے لئے یہ امر باعث شرم ہے کہ اس غیر معمولی مذہبی تحریک کے بارے میں ہمیں کافی معلومات نہیں ہیں۔ اس انٹرویو میں تحریک احمدیت کے پس منظر اور پاکستان کے حالیہ مظالم کا ذکر کیا گیا۔

یہ قتل و غارت روکو

ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International) نے حکومت پاکستان کو ایک مکتوب کے ذریعہ جو وزیر قانون پاکستان کو تحریر کیا ہے یہ اپیل کی ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کے قتل و ہلاکت کا انسداد کیا جائے۔ اور ربوہ کے گرفتار شدگان کو قانونی سہولیات سے استفادہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس تنظیم نے اس امر پر زور دیا ہے کہ پاکستان کے آئین میں تمام شہریوں کو ان کے اموال و نفوس کے تحفظ کی یکساں طور پر ضمانت دی گئی ہے۔

احمدی بدراہ نہیں کئے جا سکتے

اخبار "اکانومسٹ" لنڈن کے نامہ نگار نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ یہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جو نہایت متحد، جفاکش، خوب تعلیم یافتہ ہیں جو عموماً ایسے ہیں کہ ان کو بدراہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور کاروبار اور پبلک زندگی میں ترقی یافتہ ہیں۔

(۲)

وحشیانہ مظالم کی مختصر تفصیل

قادیان ۸ر جولائی۔ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں اس بارہ میں جو مختلف ذرائع سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق کئی جگہوں پر احمدی ابھی تک محاصرہ اور گھیراؤ کی حالت میں ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ گھرے ہوئے لوگوں میں سے کون کون زندہ ہے اور کون کون شہید ہو چکا ہے۔ مخالفین کی طرف سے دکانوں اور مختلف اداروں پر لکھ کر لگا دیا گیا ہے کہ مرزائیوں کو یہاں داخل ہونے اور اشیاء خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔ مجموعی طور پر سوشل بائیکاٹ اور بھی سخت اور تیز کر دیا گیا ہے۔ ربوہ میں سبزیوں اور دالوں کی قلت ہو گئی ہے۔ باہر سے کوئی چیز اندر آنے نہیں دی جا رہی ہے۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں سے احمدیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا اور جبری چھٹی پر بھیجا جا رہا ہے۔ کئی احمدیوں کو اغوا کر کے مختلف مقامات پر رکھا گیا ہے۔ انہیں ترک عقیدہ کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ فسادیوں کی طرف سے احمدیوں پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بھی ان سے شرما جائیں۔ بعض بچوں کو مکانوں کی چھتوں سے گرا کر شہید کیا گیا۔ شہیدوں کی لاشوں پر لاٹھیاں برسا کر ان کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ اور کئے رہنے [illegible] مرزا کو ایک جگہ ماؤں بہنوں اور بیویوں کے سامنے مردوں کو قتل کر کے اور انتڑیاں نکال کر ہر سڑک پر پھینک دیا گیا اور گھنٹوں ان کی لاشیں بھی اٹھانے نہ دی گئیں۔ ایک جگہ مخالفین نے ایک احمدی کو سنگسار کر کے شہید کر دیا۔ ایسے حالات سے باخبر ایک معمر دوست نے اپنے ایک خط میں تحریر کیا ہے کہ احمدی ہنستے کھیلتے شہید ہو رہے ہیں۔ اور باقی بھی تیار بیٹھے ہیں۔ بہت سے چاند افق احمدیت پر نمودار ہو چکے ہیں۔

حکومت پاکستان کی طرف سے مخالفین جماعت احمدیہ کی ناز برداری اور حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں فضا بدستور مکدر ہے۔ احباب کرام دعاؤں اور صدقات کا سلسلہ بدستور جاری رکھیں (اگلا کالم)

آل بہار احمدیہ کانفرنس

بھاگلپور میں اکتوبر ۱۹۷۴ء کے آخری عشرہ میں منعقد ہوگی

امسال آل بہار احمدیہ کانفرنس موقع اور حالات کی مناسبت سے بھاگلپور میں اکتوبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہوگی۔ احباب جماعتہائے احمدیہ بہار سے درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اس کانفرنس کی تیاری شروع کر دیں۔ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر انتظامیہ کمیٹی اور مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ بھاگلپور سے ہر طرح تعاون فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اظہار تشکر اور درخواست دعا

مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج مبلغ مدراس نے گزشتہ دنوں ہرنیا کا اپریشن کرایا جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا اور اب وہ صحتیاب ہو کر گھر آ چکے ہیں۔ ان کی علالت کے ایام میں مقامی احباب جماعت ہسپتال جا کر عیادت فرماتے رہے اور بیرونجات کے دوستوں نے بذریعہ خطوط مزاج پرسی کی جس پر وہ احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مزید دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ایڈیٹر بدر

السٹریٹڈ ویکلی میں جماعت احمدیہ کا ذکر

بمبئی کے مشہور ہفتہ وار اخبار السٹریٹڈ ویکلی مجریہ ۷ر جولائی میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک مفصل مضمون بھی شائع ہوا ہے۔ اور قابل قدر ایڈیٹوریل نوٹ بھی دیا گیا ہے۔ دوست اس پرچہ کو خرید کر فائدہ اٹھائیں۔ ممکن ہے بعد میں یہ پرچہ بازار سے نایاب ہو جائے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ضروری اطلاع

مکرم محمد ادریس صاحب دہلوی ایڈیٹر ماہنامہ "شبستان" (اردو ڈائجسٹ) نئی دہلی نے ہمسایہ ملک میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئے جا رہے مظالم۔ قتل و غارت۔ لوٹ مار۔ آتشزنی وغیرہ واقعات سے متأثر ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، جماعت احمدیہ کی تعلیمات اور عقائد۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات وغیرہ کے متعلق متعدد سوالات بھجوائے تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے ان کے مفصل اور مدلل جوابات بھجوائے گئے ہیں۔ یہ سوال و جواب ماہنامہ "شبستان" (اردو ڈائجسٹ) کے رسالہ ماہ اگست ۷۴ء میں شائع ہو رہے ہیں۔ خواہشمند احباب یہ رسالہ پندرہ ۱۵ اور بیس ۲۰ جولائی ۷۴ء تک اپنے شہر کے ایجنٹ اخبارات یا ریلوے بک سٹال سے حاصل کر سکتے ہیں۔

(ایڈیٹر بدر)

تازہ اطلاع محترم مکرم امام مسجد لنڈن اپنے تازہ مکتوب میں اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۳ر جولائی کی درمیانی شب کو ۲½ بجے جہلم شہر میں بلوائیوں نے مکرم سیٹھی مقبول احمد صاحب کو شہید کر دیا اور ان کے تین بھائیوں کو شدید زخمی کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

محترم امام صاحب یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ پاکستان کے طول و عرض میں مخالفین کی طرف سے بائیکاٹ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے احباب جماعت کو بیشتر مقامات پر سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ احمدیوں کو ثبات قدم بخشے اور مخالفین کو ہدایت دے۔

آمین